عورت اور اسلامی قانونِ وراثت

ایک تجزیہ

محمد سلیم : علی گڑھ مسلم یونیورسٹی انڈیا

اسلام نے تقسیم وراثت میں انسان کے تمام فطری تقاضوں کو سامنے رکھا ہے اور ان میں ایک اعتدال کی راہ اختیار کی ہے ۔ اس میں خاندان کے تمام افراد کو مرد ہوں یا عورت بچے ہوں یا بڑے ہر ایک کو وراثت میں حصہ دار بنایا گیا ۔ اسلام سے قبل عرب عورت کو حق وراثت سے بالکل محروم رکھتے تھے ۔ دلیل یہ تھی کہ عورت کمزور ہے وہ معاشی دوڑ دھوپ نہیں کر سکتی ۔ نہ اپنے خاندان کا دفاع اس کے بس میں ہے اور نہ مال غنیمت اس کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے لہذا خاندان کی دولت کی وہ وارث نہیں ہو سکتی ۔ اسی طرح کم عمر لڑکے بھی وراثت سے محروم رکھے جاتے تھے ۔ صرف بالغ مرد جو دشمن کا مقابلے کر سکیں وراثت میں حصہ پاتے تھے عرب کا معاشرہ ہی نہیں بلکہ دنیا کے تمام مذہب نے اسی قسم کے دلائل کی بنیاد پر عورت کو وراثت سے محروم کر رکھا تھا ۔ وراثت صرف اولاد نرینہ اور وہ بھی بالغ کے لئے خاص تھی لیکن اسلام نے وراثت میں مردوں کی طرح عورتوں کا بھی حق تسلیم کیا چنانچہ فرمایا:۔

للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترک اوالدان و الا قربون مما قل منه اوکثر نصیبا مفروضا (۱)

" مردوں کا بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہے اور

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ : تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پروردہ ہیں

عورتوں کا بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہے وہ تھوڑا ہو یا زیادہ ہر ایک کا حصہ متعین ہے۔"

اسلام نے وراثت میں مرد عورت بلغ و نا بلغ کی قید ختم کی اور ہر ایک کو میراث میں حصہ دار بنایا۔ اور ہر ایک کے حصے بھی متعین کئے تاکہ تقسیم میراث کے وقت کسی طرح کا کوئی اختلاف یا کسی کے ساتھ کسی طرح کی زیادتی نہ ہونے پائے۔ چنانچہ فرمایا۔

یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین(۲)

"اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے حق میں ہدایت کرتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہے۔"

یعنی اگر میت کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے تو وراثت کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ایک حصہ لڑکی کو اور دو حصے لڑکے کو ملیں گے اور اگر لڑکیاں دو ہیں تو چار حصے کئے جائیں گے۔ دو حصہ لڑکے کو اور دو حصے لڑکیوں کو ملیں گے۔ اگر لڑکا کوئی نہیں صرف دو یا دو سے زیادہ صرف لڑکیاں ہی ہیں تو وراثت کے تین حصے کئے جائیں گے اور لڑکیوں کو دو تہائی دیا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک (۳)

اگر عورتیں دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ان کے لئے ترکہ میں دو تہائی حصہ ہے۔
اگر لڑکا کوئی نہیں صرف ایک ہی لڑکی ہے تو وہ نصف ترکہ کی حقدار ہوگی۔ فرمایا۔

وان کانت واحدۃ فلھا النصف (۴)

اگر ایک ہی لڑکی ہے تو اس کے لئے ترکہ کا نصف ہے

یہ اس صورت میں ہے جب کہ متوفی کے والدین نہ ہوں بلکہ صرف لڑکے یا لڑکیاں ہی ہوں لیکن اگر اولاد کے ساتھ والدین بھی حیات ہیں تو ماں باپ دونوں کو علیحدہ علیحدہ چھٹا حصہ ملے گا اور باقی دو تہائی جائداد اولاد میں تقسیم ہو جائے گی۔ اگر اولاد نہ ہو صرف ماں باپ ہی ہوں تو ماں کو ایک تہائی اور باپ کو دو تہائی ترکہ ملے گا۔ اور اگر عورت کی اولاد تو نہیں لیکن بہن بھائی ہوں (بہن بھائی خواہ حقیقی ہوں یا صرف باپ شریک (علاتی) یا صرف ماں شریک (اخیافی) ہوں تو اس صورت میں بھی ماں کو صرف چھٹا حصہ ملے گا اور باقی مال باپ کو ملے گا۔

بھائی بہن کو کچھ نہ ملے گا۔ اور اگر صرف ایک بھائی یا ایک بہن ہے تو ماں کو ایک ثلث اور باپ کو دو ثلث ملیں گے ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وللابویه لکل واحد منهما السدس مماترک ان کان له ولد فان لم یکن له ولد و ورثه ابواه فلامه الثلث فان کان له اخوة فلامه السدس من بعد وصیه یوصی بها او دین (۵)

(اور میت کے ماں باپ) میں سے ہر ایک کے لئے ترکہ میں چھٹا حصہ ہے اگر میت کے کوئی اولاد ہے اور اگر اس کے کوئی اولاد نہیں اور اس کے وارث ماں باپ ہوں تو ماں کے لئے ایک ثلث ہے پھر اگر میت کے کئی بھائی ہوں تو اس کی ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے اس وصیت اور قرض کو پورا کرنے کے بعد جو چھوڑ کر مرا۔

اگر کسی مرد یا عورت کے ماں باپ بیٹا بیٹی کوئی نہ ہوں بجز ایک اخیافی بھائی یا بہن کے (ایسے شخص کو "کلالہ" کہتے ہیں) تو ایسی صورت میں ان دونوں بہن بھائی کو برابر کا چھٹا حصہ ملے گا۔ اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ان کو ایک تہائی مال ملے گا۔ لیکن اس سے پہلے میت کی وصیت اور قرض کو ادا کیا جائے گا اگر میت نے کوئی وصیت کی ہے یا قرض لے کر مرا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا۔

وان کان رجل یورث کللة او امراة وله اخ او اخت فلکل واحد منهما السدس فان کانوا اکثر من ذلک فهم شرکاء فی الثلث من بعد وصیته یوصنی بها او دین (۶)

"اور اگر وہ مرد یا عورت جس کی میراث ہے باپ بیٹا کچھ نہیں رکھتا سوائے ایک (اخیافی) بھائی یا بہن کے تو دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو سب کو ایک تہائی مال میں سے وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد دیا جائے گا۔"

حقیقی اور باپ شریک بھائی بہنوں کے حقوق اس آیت میں بیان کئے گئے۔

ان امرو هلک لیس له ولد وله اخت فلها نصف ماترک وهو یرثها ان لم یکن لها ولد فان کانتا اثنتین فلهما الثلثن مماترک وان کانوا اخوة رجالا ونساء فللذکر مثل حظه الانثیین (۷)

"اگر کوئی شخص وفات پا جائے اور اس کے اولاد نہ ہو (اور نہ باپ) صرف اس کے ایک بہن ہو تو اس کا حصہ میت کے ترکہ میں سے نصف ہوگا اور وہ شخص اپنے بہن کا وارث ہوگا اگر بہن کے کوئی اولاد نہ ہو۔ اگر بہنیں دو ہوں تو ان کا بھائی کے ترکہ میں سے دو ثلث ہوگا اور اگر کئی بھائی بہن ہوں تو بھائی کا حصہ دو بہنوں کے حصہ کے برابر ہوگا۔ یعنی اگر کسی میت کے اولاد یا اوپر کے سلسلہ میں باپ دادا وغیرہ نہ ہوں تو۔"

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ: امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

(1) اگر صرف ایک بہن ہے تو وہ نصف میراث کی مستحق ہوگی۔

(2) صرف ایک بھائی ہو تو وہ بہن کی پوری وراثت کا حقدار ہوگا

(3) دو یا دو سے زیادہ بہنیں ہوں اور بھائی نہ ہو تو انہیں دو ثلث ملے گا۔

(4) اگر بھائی اور بہنیں دونوں موجود ہوں تو ایک بھائی کا حصہ دو بہنوں کے برابر ہوگا

اسلام نے عورت کو نہ صرف ماں باپ، اولاد اور بھائی بہن کی جائیداد میں مستحق میراث ٹھہرایا بلکہ شوہر کی جائیداد میں بھی اسے حصہ دار بنایا چنانچہ شوہر اور بیوی کے حق وراثت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا۔

ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولد فان کان لھن ولد فلکم الربع مماترکن من بعد وصیة یوصین بھا اودین ولھن الربع مماترکتم ان لم یکن لکم ولد فان کان لکم ولد فلھن الثمن مما ترکتم من بعد وصیة توصون بھا اودین (۸)

"تمہاری بیویوں کے ترکہ میں تمہارا حصہ نصف ہے اگر ان کے کوئی اولاد نہیں اور اگر ان کے اولاد ہے تو ترکہ میں تمہارا حصہ ایک چوتھائی ہے۔ میت کی وصیت اور چھوڑے ہوئے قرض ادا کرنے کے بعد۔ عورتوں کا حصہ ایک چوتھائی ہے تمہارے ترکہ میں اگر تمہارے کوئی اولاد نہ ہو۔ اگر تمہارے اولاد ہے تو ان کو تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ملے گا جو وصیت تم نے کی ہے اس کی تعمیل اور قرض ادا کرنے کے بعد۔"

یعنی مرد کو عورت کے مال میں سے آدھا ملے گا اگر عورت کے کوئی اولاد نہیں اور اگر ہے خواہ ایک ہی بیٹا یا بیٹی اسی مرد سے یا دوسرے مرد سے تو مرد کو عورت کے مال میں سے قرض اور وصیت پوری کرنے کے بعد میراث میں ایک چوتھائی حصہ ملے گا اگر مرد کی کوئی اولاد نہ ہو اور اگر ہو خواہ وہ اسی عورت سے ہو یا دوسری عورت سے تو عورت کو آٹھواں حصہ ملے گا۔ خاوند کے اس مال میں سے جو وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد بچے گا۔ رہا عورت کا مہر وہ میراث سے جدا ہے وہ مرد کے ذمہ قرض میں داخل ہے قرض کی ادائیگی بہرحال تقسیم میراث سے پہلے کی جائے گی۔ لیکن وصیت اگر ایک تہائی سے زیادہ مال کی ہے تو ایک تہائی مال نکال کر بقیہ تمام میراث حصہ داروں میں تقسیم کردی جائے گی۔ اس طرح اوپر کی تمام صورتوں میں جہاں جہاں بھی وصیت پوری کرنے کو کہا گیا ہے وہاں یہ بات واضح رہے کہ مرنے والے کے لئے صرف ایک تہائی مال میں ہی وصیت جائز ہے اس سے زیادہ واجب العمل نہیں۔ اسی لئے کہ ایسی

فضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائر الکواکب (سنن ابوداود وترمذی)

صورت میں جائز حقداروں کی حق تلفی ہوتی ہے۔ اس لئے اسلام نے اسے ایک حد تک جائز رکھا اس سے زائد کی اجازت نہیں دی۔

اسلام میں تقسیم میراث کی اکثر صورتوں میں مرد کو عورت کے مقابلہ میں زیادہ دیا گیا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کے عورت کو کمتر سمجھا گیا بلکہ اس لئے کہ اسلام نے معاشی ذمہ داری مرد پر ڈالی ہے اور عورت کو اس سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ مرد نہ صرف اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرتا ہے بلکہ اگر ماں باپ میں سے کوئی حیات ہو تو ان کے اخراجات بھی اسے برداشت کرنے ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے اپنے چھوٹے بہن بھائیوں کی بھی کفالت کرنی پڑے۔ اس کے علاوہ میت کے جملہ اخراجات جو بسلسلہ وفات کے ہوجاتے ہیں ان سب کا ذمہ دار بھی مرد ہوتا ہے اور مزید یہ کہ میت اپنی زندگی میں دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی حمایت اور نقصان دور کرنے کی بھی ذمہ داری اسی کی ہوتی ہے۔ اس کے برعکس لڑکی پر اپنی ذات کے سوا کسی دوسرے کی معاشی ذمہ داری نہیں ہے۔ اگر کمائی بھی ہے تو صرف اپنے ہی اخراجات برداشت کرنے ہوتے ہیں لیکن شادی ہونے کے بعد اس کے اخراجات کا بھی ذمہ دار شوہر ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ شوہر سے اسے مہر کی رقم بھی ملتی ہے اور شادی اور دوسری تقریبات کے موقع پر عورت کو اپنے گھر والوں کی طرف سے یا شوہر یا اس کے خاندان کی طرف سے جو زیورات یا تحفہ تحائف ملتے ہیں وہ سب عورت کی ذاتی ملکیت ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ شوہر کے انتقال کے بعد اگر عورت دوسرا نکاح کرے تو اسے دوبارہ مہر ملتا ہے اور اس کا نفقہ بھی دوسرے شوہر پر لازم ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے بیوی کے انتقال کے بعد اگر شوہر دوسری شادی کرے تو اسے اس نئی بیوی کا مہر بھی دینا ہوگا اور نفقہ بھی برداشت کرنا ہوگا اس طرح عورت ترکہ میں کم پانے کے باوجود مرد کے مقابلہ میں اس کا حصہ زیادہ ہوجاتا ہے۔ اس کو اس طرح بھی سمجھا جاسکتا ہے۔ فرض کیجئے کہ میت کے صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے اور تیس ہزار روپیہ کا اس نے ترکہ چھوڑا تو لڑکے کو بیس ہزار اور لڑکی کو دس ہزار روپیہ ملیں گے۔ اس کے بعد لڑکا اور لڑکی اپنی اپنی شادی کرتے ہیں اور فرض کیجئے کہ لڑکا اور لڑکی ہر ایک کا مہر دس ہزار روپئے ہوتا ہے تو لڑکے کے پاس مہر کی رقم نکالنے کے بعد دس ہزار روپئے رہ جائیں گے اور لڑکی کو شوہر کی طرف سے مہر کی رقم مل جانے کے بعد اس کے پاس بیس ہزار روپئے ہو

جائیں گے مزید یہ کہ لڑکے کو اپنے ذاتی خرچ کے علاوہ بیوی کے بھی اخراجات برداشت کرنے ہوں گے جب کہ لڑکی کے ذمہ کسی کا خرچ نہیں بلکہ خود اس کا اپنا بھی نہیں کیونکہ وہ بھی اس کے شوہر پر لازم ہوگا اس طرح عورت ترکہ میں اولا حصہ کم پانے کے باوجود بالآخر وہ مرد سے زیادہ کی مالک ہو جاتی ہے۔ اب اگر عورت کا حصہ ترکہ میں مرد کے برابر کر دیا جائے تو مرد کے ساتھ زیادتی ہوگی اس لئے اسلام نے مرد عورت دونوں کی ذمہ داریوں اور ضرورت کو سامنے رکھ کر ایسے قانون وراثت کی تشکیل کی، جس میں نہ مرد کے ساتھ زیادتی کی گئی اور نہ عورت کے ساتھ بلکہ یہ تقسیم مرد و عورت دونوں کی فطرت کے عین مطابق ہے اس سے بہتر تقسیم میراث کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

اسی بنیاد پر بہت سے حقیقت پسند اور منصف مزاج غیر مسلم مفکرین نے بھی یہ اعتراف کیا کہ اسلامی قوانین میں عورتوں کو جتنے حقوق دے گئے ہیں وہ کسی بھی قانون یا مذہب میں نہیں دے گئے۔ چنانچہ دور جدید کے ھندو اسکالرس میں مالک رام نے دیگر مذاہب اور اسلام میں قانون وراثت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "اس بارے میں اسلام کی تعلیم ایک انقلاب سے کم نہیں آج سے چودہ صدیاں پہلے جو تعلیم دی گئی تھی دنیا کے کسی تمدن نے اس بیسویں صدی میں بھی وہاں تک رسائی نہیں حاصل کی۔" (9)

حوالہ جات

(1) النساء آیت 7 (2) النساء آیت 11

(3) النساء آیت 11 (4) النساء آیت 11 (5) النساء آیت 11 (6) النساء آیت 12 (7) النساء آیت 176 (8) النساء آیت 12 (9) مالک رام اسلامیات ، مکتبہ جامعہ لمٹیڈ، دہلی 1984ء

عمدہ لکھائی ________ بہترین چھپائی

مسودہ دیجئے ________ کتاب لیجئے

جمیل برادرز

کمرشل ایریا، ناظم آباد نمبر ۲۔ فون: 6608017